بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم صرف کی معرکۃ الآرا بحث رسالۂ لامیہ کی توضیح وتشریح

عبید غوث وخواجہ، رضا وکل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
Contact To Telegram : @TTSRB
My Mobile No. +917860520899

رسالۂ لامیہ

اردو

از۔ شیخ العلماء حضرت علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

ناشر

جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث ۱۴۳۵ھ) دار العلوم فیض الرسول

براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

عبید غوث وخواجہ، رضا وکل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
Contact To Telegram : @TTSRB
My Mobile No. +917860520899

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں فری
حاصل کرنے کے لیئے
ٹیلیگرام چینل لنک
https://t.me/tehqiqat
آرکاریو لنک
https://archive.org/details
/@zohaibhasanattari
بلوگسپوٹ لنک
https://ataunnabi.blogspot
.com/?m=1

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

بموقع جشن افتتاح بخاری
۲؍ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ
بروز دوشنبہ مبارکہ

عبد المصطفیٰ
محمد جمال الدین خان
قادری عفی عنہ

علم صرف کی معرکۃ الاراء بحث رسالہ لامیہ کی تحقیق وتشریح

رسالۂ لامیہ

از شیخ العلماء شیخ الادب حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث وصدر الصدور دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

منجانب: طلبۂ جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث ۱۴۳۵ھ)

دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

کتاب: رسالہ لامیہ(اردو)

تصنیف: شیخ العلماء حضرت علامہ اویس حسن غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ
سابق شیخ الحدیث دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

نظر ثانی: حضرت علامہ مفتی محمد مستقیم صاحب مصطفوی استاذ دار العلوم اہلسنت
فیض الرسول براؤں شریف

تائید: حضرت علامہ جمال احمد خانصاحب رضوی استاذ دار العلوم فیض الرسول

تحریک: نبیرۂ حضور شیخ العلماء حضرت مولانا محمد معین اختر جیلانی استاذ دار العلوم
اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

ناشر: طلبۂ جماعت دورۂ حدیث ۱۴۳۵ھ دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

صفحات:

سائز: ۲۳×۱۸

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

سن اشاعت بار اول: ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴/۱۳ء

ملنے کے پتے:
نوریہ بک ڈپو براؤں شریف، سدھارتھ نگر M:9721559235
نظامی بکڈ پو ڈومریا گنج، مقابل ایچ ڈی ایف سی بینک اٹوا روڈ، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر
شیخ العلماء اکیڈمی محلہ مداپور چھاؤنی گھوسی، ضلع مئو
کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی 6
مولانا احمد رضا جیلانی مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو

عرض حال

حضرت مولانا جمال احمد خان رضوی

استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

گہوارۂ علم وادب دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول شریف کی علمی، ادبی، اور دینی ومذہبی خدمات ہیں جو عارف باللہ شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء مولانا شاہ محمد یار علی لقد رضی المولیٰ (۱۳۸۷ھ) بانی ادارہ کی خلوص وللّٰہیت کا آئینہ دار ہے جو اپنی وسعتیں اور برکتیں عالم اسلام میں پھیلا رہا ہے جس پر صاحبان علم وفضل نے اپنے گرانمایہ تاثرات پیش کر کے اس کی خدمات کا اعتراف کرنے میں کوئی تأمل نہیں کیا ہے البتہ کچھ تخریبی ذہنیت کے حامل افراد معاصرانہ چشمک کا آئینہ لگا کر اس عظیم ادارہ کے روشن وتابناک خدمات کو نہ صرف نظرانداز کرنے بلکہ گردآلود کرنے کی سعی مذموم کی ہے۔

حال ہی میں ایک سروے رپورٹ کے مطابق عالم اسلام کی اس عظیم دانشگاہ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سے تقریباً ایک سو پچاس کتابیں ترتیب وتصنیف وتالیف کی گئیں ہیں اور ترجمہ نگاری کا بھی کام کیا گیا ہے جس کی تفصیل فہرست سے معلوم کی جاسکتی ہے۔انہیں کڑیوں میں سے ایک اہم کڑی شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث وصدرالصدور دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کی زیر نظر تحقیقی وتشریحی ترتیب ہے جس کو طلبۂ جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث ۱۴۳۵ھ) رسالہ لامیہ کے نام سے شائع کرنے کی

سعادت حاصل کررہے ہیں ۔حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ کا یہ تحقیقی وتشریحی شاہکار معرض وجود میں یوں آیا کہ ۱۹۷۵ء کی بات ہے کہ راقم الحروف (جمال احمد خاں رضوی) کی جماعت کی علم صرف کی معرکتہ الآراء کتاب فصول اکبری عمدۃ المدرسین حضرت علامہ محمد سید احمد انجم عثمانی علیہ الرحمہ کے یہاں زیر درس تھی جب ہم لوگوں نے فصول اکبری کے ابتدائی حصے میں رسالہ لامیہ کے مفید و کارآمد مباحث کو دیکھا تو حضرت علامہ انجم عثمانی علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ حضرت! یہ بہت کارآمد بحث ہے اگر اسے پڑھا دی جائے تو کرم ہوگا۔ چونکہ رسالہ لامیہ داخل نصاف نہیں تھا تو حضرت ممدوح علیہ الرحمہ نے حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ طلبہ رسالۂ لامیہ پڑھنا چاہتے ہیں اور یہ حصہ داخل نصاب نہیں ہے تو حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ نے طلبہ کی دلجوئی کرتے ہوئے حضرت ممدوح کی خاطر رسالۂ لامیہ کی توضیح وتشریف نہایت عام فہم اور آسان لب ولہجہ میں قلمبند فرما کر آخر میں تحریر فرما دیا۔

کتبتہ:۔ غلام جیلانی القادری الاعظمی

مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں الشریفۃ

من مفاضات بستی

تسہیلا: للمولوی سید احمد انجم سلمه

وارجه ان لاینسانی فی دعائه صباحا ومساء

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

ویسے حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ کے بہت سے علمی وتحقیقی شہ پارے موجود

ہیں جنہیں منظر عام پر لانے کے لئے بارہا میں نے نبیرۂ حضور شیخ العلماء عزیزم محترم مولانا حافظ معین اختر جیلانی زیدت محاسنہ استاذ فیض الرسول سے ذکر یا مگر یہ حقیقت اٹل ہے کہ کل امر مرھون باوقاتہ یعنی ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے مولانا موصوف نے امسال دارالعلوم فیض الرسول کے طلبۂ جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث) کے سامنے یہ پروگرام رکھا کہ حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ کا یہ علمی سرمایہ آپ حضرات کے ذریعہ محفوظ ہو جائے تو بہتر ہے تو عزیز طلبہ نے اسے بطیّب خاطر منظور کرتے ہوئے طباعت واشاعت کے مصارف کو قبول کر کے اپنی سعادتمندی کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی اور طباعت واشاعت کے دشوار گذار مراحل کو میں نے اپنے ذمہ لے لی۔

ایک عرصہ ہوا کہ حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ کی یہ علمی امانت کاپیوں میں نقل در نقل ہوتی رہی جس میں اغلاط کی بھر مار ہوگئی تھی چونکہ حضرت کا اصل مسودہ مل نہ سکا تو تصحیح کے لئے محبّ محترم حضرت علامہ مفتی محمد مستقیم صاحب زیدحبہ استاذ و مفتی فیض الرسول سے مولانا موصوف نے ذکر کیا تو حضرت مفتی صاحب نے اپنی علالت اور عدیم الفرصتی کے باوجود اپنا قیمتی وقت دے کر تصحیح فرمائی حضرت مفتی صاحب کو اللہ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قارئین سے گذارش ہے کہ اگر اس رسالے میں کہیں فروگذاشت نظر آئے تو ہماری کوتاہیوں پر محمول کرتے ہوئے مطلع فرمائیں۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم جل جلالہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

صدقے علمی ذوق رکھنے والے حضرات کو اس سے مستفید فرمائے اور فیض الرسول کے فیض سے مستزاد مستفیض فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه واله واصحابه اجمعین

جمال احمد خان رضوی

استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

ضلع سدھارتھ نگر (یو پی)

۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

۲۰ر جون ۲۰۱۳ء

............☆☆☆............

تاثر گرامی

قائد ملت شیخ طریقت شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ

غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلیٰ

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر

بحمدہ تعالیٰ راقم السطور کو وقت کے جلیل القدر انتہائی با صلاحیت اساتذہ سے اکتساب علم کرنے کا سنہری موقع میسر آیا ہے جن میں سے نمایاں ذات میرے شفیق استاذ، استاذ الاساتذہ شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ کی ہے تلمیذ صدر شریعت اپنی عالمانہ عبقریت کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں، مادر علمی یادگار شعیب الاولیاء دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کو اٹھارہ سال تک ان کی تدریسی خدمات کی سعادت حاصل ہے حضرت نے اپنے دوران تدریس اپنے ذی صلاحیت ذی استعداد تلامذہ کی ایک نہایت متحرک وفعال جماعت قوم کو دی جس میں شیخ الحدیث، مصنف مناظر، معقولات پر دسترس اور منقولات میں اپنی گہری چھاپ چھوڑنے والی شخصیتیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے حضرت کا انداز تدریس کتنا عام فہم اور ذہن کی گہرائیوں تک اتارنے کا ہنر کتنا لاجواب تھا یہ تو ان کی درسگاہ کی حاضر باش تلامذہ ہی لگا سکتے تھے، اسی سلسلے کی کڑی حضور شیخ العلماء قبلہ کی زیر نظر یہ تالیف جو رسالہ لامیہ کے نام سے آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے جس میں صَرف کے اس اہم باب کو اپنے انداز تفہیم سے اس طرح پانی پانی کر دیا ہے کہ اگر کوئی طالبعلم یکسوئی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے یا اساتذہ کی نگرانی میں اسے اس کی تفہیم

کرائی جائے تو یہ مغلق باب اس پر اس طور سے سہل اور آسان ہو جائے گا کہ جیسے کوئی دشوار گذار بحث ہی نہ ہو۔ بلکہ کوئی انتہائی عام فہم بات ہو اس سلسلے میں مجھے اپنے دور طالب علمی کی ایک بات آتی ہے کہ حضرت نے اپنے درس سے پہلے یا اگلے دن یا اس کے بعد اگر کوئی دشوار گزار مسئلہ ہوتا تھا تو حضرت دو دن پہلے ہی اپنے زیر تدریس تلامذہ کو اس کا نوٹ تحریر فرما کر دے دیا کرتے تھے کہ آئندہ سبق میں یہ مسئلہ آئے گا اس کے سمجھنے میں تمہیں اس سے آسانی ہوگی۔

اس طرح کے ان کے بیشمار علمی شہ پارے ہیں جو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور ممکن ہے کہ بہت سارے دست بردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے ہوں لیکن حضرت کے بہت سارے کئی نوٹ آج بھی ان کے بعض تلامذہ کے پاس محفوظ ہیں اور جن کی اشاعت کی راہ بھی اب ہموار ہو رہی ہے فقیر کو متن الکافی جو عروض وقوافی کا مختصر سا رسالہ ہے جو بہت وضاحت کا طالب ہے میرے دورانِ تعلیم حضرت نے بطور خاص میرے لئے اور میری جماعت کے طلبہ کے لئے اس کا نوٹ تحریر فرمایا تھا جو اس کی ایک مستقل شرح کی حیثیت رکھتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ براؤں شریف سے اس کی اشاعت کا بھی پروگرام ہے اس طرح جتنے بھی قلمی شہ پارے لوگوں سے دستیاب ہوں گے ان کی بھی اشاعت ہم لوگوں کا عزم مصمم ہے مجھے امید ہے کہ علمی حلقوں اور درسگاہوں میں حضرت کے یہ تبرکات نہ یہ کہ صرف انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے جائیں گے بلکہ دنیائے علم اس سے بھرپور استفادہ بھی کرے گی۔

غلام عبد القادر علوی

۲۲ رشوال المکرّم بروز جمعہ مبارکہ ۱۴۳۴ھ

حضور شیخ العلماء علیہ الرحمہ

از نبیرۂ شیخ العلماء مولانا محمد معین اختر جیلانی

نام: اُویس حسن غلام جیلانی۔ القاب: شیخ العلماء مجمع البحرین صدر الصدور۔ امام الادب۔

ولادت: ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء، مولدموطن محلّہ کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو

والد کا نام: حضرت علامہ محمد صدیق علیہ الرحمہ تلمیذ رشید استاذ العلماء علامہ ہدایت اللہ رام پور علیہ الرحمہ ۱۳۳۹ھ

ابتدائی تعلیم: اپنے وطن میں پھر چند ماہ مدرسہ مصباح العلوم مبارکپور میں حاصل کی پھر صدر الشریعہ کے ہمراہ بریلی شریف جامعہ منظر اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہمراہ جامعہ عثمانیہ اجمیر شریف میں داخلہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء

فرنگی محل مدرسہ نظامیہ لکھنؤ داخلہ: ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء

دوبارہ منظر الاسلام داخلہ اور فراغت: ۱۳۴۵ھ

دوران تعلیم بریلی شریف میں اپنی ظاہری آنکھوں سے سرکار اعلحضرت کی زیارت کا شرف ۱۳۳۹ھ میں حاصل کیا۔

پہلی درسگاہ جہاں درس وتدریس کا آغاز فرمایا: دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف ۱۳۴۶ھ

شرف بیعت: قاسم البرکات امام الواصلین حضرت سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل

حسن مارہروی سے حاصل کیا۔

اساتذۂ کرام: حجۃ اسلام حضرت علامہ حامد رضا خانصاحب قبلہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علامہ رحم الٰہی منگلوری علامہ عبد الباری فرنگی محلی علامہ عنایت احمد فرنگی محلی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ کے مشائخ عظام: چند وہ حضرات جنہوں نے اجازت وخلافت سے سرفراز کیا: حضرت صدر الشریعہ حضرت مفتی اعظم ہند حضرت تاج العلماء مارہروی حضرت خواجہ عزیز الاولیاء بھنیسوڑی شریف رحمهم الله اجمعين۔

آپ کے خلفاء: نعیم ملت حضرت علامہ حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صدیقی علیہ الرحمہ محبوب العارفین حضرت علامہ صوفی سید محمد نظام الدین صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شہ سبا شریف ضلع بہرائچ

آپ کے چند مشہور تلامذہ: خیر الاذکیاء حضرت علامہ مفتی غلام یزدانی صاحب برادر (اصغر) فخر المحدثین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، احسن العلماء حضرت علامہ سید آل حسن مارہرہ شریف، علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی، ریحان ملت علامہ ریحان رضا خانصاحب بریلی شریف، بدر ملت علامہ بدر الدین رضوی، شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خاں عزیزی، خطیب البراہین علامہ صوفی نظام الدین برکاتی، حجۃ العلم مفتی محمد قدرت اللہ رضوی علیہم الرحمہ، شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، خطیب الاسلام علامہ سید کمیل اشرف قائد ملت علامہ غلام عبد القادر علوی وغیرہم و بہت سے صاحبان علم وفضل ہیں۔

تدریسی خدمات: چند درسگاہیں جہاں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ محمدیہ امروہہ، دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور، مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف، مدرسہ احسن المدارس کانپور، مدرسہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

بحیثیت شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف: ۱۳۷۹ھ /۱۹۵۹ء

آپ کے محسن مرکز عقیدت حضور شعیب الاولیاء علیہ کا وصال اور نماز جنازہ کی امامت: ۱۳۸۷ھ / ۱۹۷۲ء

وصال: ۶ ربیع النور ۱۳۹۷ھ بروز جمعہ مبارکہ صبح سات بج کر ۳۵ منٹ

مزار پر انوار: گھوسی میں اپنے آبائی قبرستان روضۂ صدر الشریعہ سے متصل مرجع خلائق ہے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

............☆☆☆............

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

(۱) قولہ الف لام عہد ذھنی عبارت ست است از لامے کہ اشارہ باشد بآں جانب چاہیئے کہ متحقق باشد میاں فرد مفروض فی الذھن و ذکرش در ماقبل نہ بودہ باشد نحو "اَخَافُ اَن یَّأْکُلَهُ الذِّئبَ" اقول: یہاں مختصر طور یہ پر بتانا ہے کہ جہاں الف لام عہد ذہنی ہوگا وہ نکرہ غیر معین کے معنی میں ہوگا تو آیۃ کریمہ میں "الذئب" کا لفظ ذئب کے معنی میں ہوگا ای ذئب ما ای ذئب کان آیۃ کریمہ کا ترجمہ ہے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ ان کو کوئی بھیڑیا کھا لے گا۔

(۲) قولہ واللہ لا اتزوج النساء ولا البس الثیاب ای جنس النساء وجنس الثیاب وازیں جاست کہ اگر یکے از زناں تزوج نماید یا ثوبے پوشد حانث گردد۔

یہاں پر الف لام غیر ذہنی کا ہوا نہ کہ جنسی کا۔

(۳) الف لام جنس کا یہاں پر اس طرح بن سکتا ہے کہ جب مطلق حقیقت و ماہیت (جنس) شئے پر حکم ہوگا قطع نظر کر کے عموم اور خصوص سے اور وہ ماہیت اپنے ہر فرد میں بھی پائی جاتی ہے تو اس کے کسی فرد کے تحقق سے جنس کا بھی تحقق ہو جائے گا تو جب قسم کھانے والے نے نفس ماہیت نساء کے تزوج کی نفی پر اور نفس ماہیت ثوب کے لبس کی نفی پر قسم کھائی قطع نظر کر کے عموم و خصوص سے تو جب ایک فرد عورت سے بھی اسنے نکاح کیا اور وہ ماہیت و حقیقت امرأۃ اس فرد عورت میں ہے تو حانث ہوگا۔

اسی طرح جب اس نے نفس ماہیت ثوب کے لبس کی نفی پر قسم کھائی تو ایک کپڑا بھی پہنے گا تو حانث ہوگا کیونکہ ہر فرد ثوب میں ماہیت ثوب ہے اور نفس ماہیت کل یا بعض سے متصف نہیں ہوتی بلکہ اس کے افراد اس سے متصف ہوتے ہیں۔

شعر:

وَلَقد اَمُرُّ عَلٰی اللَّئِیمِ یُسُبُّنِی فَمَضَیْتُ ثَمّہ قُلْتُ لَا یَعْنِیْنِی

ترجمہ: جب میں کسی کمینے کے پاس سے گزرتا ہوں جو مجھے گالی دیتا ہے تو وہاں سے چل پڑتا ہوں (اس سے مقابلہ نہیں کرتا) اور اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ (گالی دینے والا) مجھے مراد نہیں لیتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ میں شریف ہوں اپنا مقابل کمینے کو بنانا نہیں چاہتا۔

فائدہ: یہاں الف لام استغراق کا نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ہر کمینے کے پاس گزرنا عادتاً ناممکن ہے اور عہد خارجی کا بھی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ اس سے قبل اللئیم کا ذکر نہیں آیا ہے۔ عہد ذہنی کا ہوسکتا ہے بلکہ یہی صحیح ہے اس لئے کہ ماہیت اللئیم کا گالی دینا یا اس سے مقابلہ کرنا یا اس سے نفی۔ ان سب کا محل فرد اللئیم ہے۔ نفس ماہیت نہیں تو یہاں اللئیم کا کلمہ نکرہ غیر معین کے حکم میں ہوا اسی وجہ سے یسبنی جملہ اس کی صفت واقع ہوئی ہے جو حکم میں نکرہ کے ہے۔

(۵) سوال: یسبنی کو حال کیوں نہ قرار دیدیں کہ معرفہ کی صفت نکرہ ہونے کی خرابی سے بچنے کے لئے اللئیم کو (جو لفظ معرفہ ہے) معنوی نکرہ کی تاویل کرنے کے تکلف سے بچا جائے۔

جواب: یسبنی کو حال قرار دینے کی صورت میں معنی یہ ہو جائیں گے کہ کمینہ کے گالی دینے کی حالت میں جب میرا گزر اس کے پاس سے ہوتا ہے تو میں وہاں سے چل پڑتا ہوں (اس کا مقابلہ نہیں کرتا) تو مفہوم مخالف کے طور پر یہ معنی ہوں گے کہ اور دوسرے اوقات میں میں اس سے مقابلہ کرتا ہوں اور یہ معنی شاعر کے مقصود شرافت کے خلاف ہے کہ شریف کمینہ سے مقابلہ کرنا پسند نہیں کرتا۔

(٦) شعر: باعد ام العمر و عن اسيرها.

حرّ اس ابواب علی قصورها .... (رسالہ لامیہ ص ۷)

امّ عمرو، شاعر کی محبوبہ اسیر (قیدی) اس سے مراد شاعر اپنی ذات کو لیتا ہے کہ عاشق معشوق کے لئے بمنزلة قیدی ہوتا ہے۔ حرّاس حارس کی جمع ہے (چوکیدار)۔

ابواب کی مقاربت کے سبب اس کے معنی دربان کے ہیں۔

قصور قصر کی جمع ہے (بمعنی محل)

(ترجمہ:) محبوبہ ام عمرو اپنے قیدی سے (یعنی مجھ سے دور جا چکی ہے دربان لوگ اس کے محلات کے پاس نگراں ہیں لہذا اب اس سے ملاقات کی امید نہیں ہے۔

محل استشہاد: ام العمرو کا لفظ ہے کہ عمرو علم ہے۔ اس پر الف لام ضرورت شعری کے سبب داخل ہوا ہے۔ نثر میں عمرو پر الف لام کا دخول کبھی مسموع نہیں ہوا۔

(۷) شعر: رأیت الولید ابن الیزید مبارکا

شدیدا باعباء الخلافة کاهله ۔ (رسالۂ لامیہ ص ۷)

رأیت یہاں افعال قلوب میں سے ہے جو دو مفعول چاہتا ہے اور اس کا مفعول اول الولید ہے اور مفعول دوم مبارکا شدیدا الخ ہے اعباء جمع ہے عباء۔ حمل بوجھا ذمہ داری کاهل کاندھا، ولید بن یزید عبدالملک بن مروان کے تخت نشینی کے وقت اس کی منقبت میں یہ اشعار پڑھے گئے اس کے تخت نشینی کے مخالف بہت سے لوگ تھے۔ شاعر ان لوگوں کے خیالات کا رد کر رہا ہے۔

ترجمہ: میں نے ولید بن یزید کو بابرکت شخص یقین کیا۔ (اور یہ بھی یقین کیا کہ) اس کا کاندھا بارہائے خلافت کے اٹھانے میں طاقتور ہے۔

محل استشہاد: الولید کا الف نہیں ہے۔ لفظ ولید پر نظم اور نثر دونوں میں الف لام داخل ہوسکتا ہے اور منفی بھی ہوسکتا ہے یہ الف لام الحسن الحسین کے الف لام کے مثل ہے۔ بلکہ محل استشہاد الیذید کا الف لام ہے جواز قبیل عارض خاص ہے جو ضرورت شعری ہی کے سبب لایا گیا ہے اور نثر میں اس کا دخول کبھی نہیں ہوا ہے۔

(۸) (شعر) ولقد جنیتك اكمؤا و عساقلا۔ ولقد نهيتك عن بنات الاوبر (رسالۂ لامیہ ص ۸)

جنيتك اصله جنيت لك ضمنه معنى اعطيت فعداه من غير لام لموازنه قوله الآتى نهيتك جنىٰ بمعنى چننا۔ مہیا کرنا۔ اکمؤ جمع کمأ کی بروزن فلسٌ اور کماء واحد ہے کمأ ۃ اسم جنس ہے برعکس تمرا اور تمرۃ کے اس کے عربی معنی شحمۃ الارض کے ہیں فارسی میں اس کو سماروغ کہتے ہیں اور اردو میں اس کو کھمبی یا کنبھی کہتے ہیں اسی کو سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں (انظر صورتہ فی المنجد)

اس کا اطلاق متوسط درجہ کی کنبھیوں پر ہوتا ہے(یہاں پر اس سے مراد متوسط درجہ کے شریف احباب ہیں)عَساقِل، عَسقَلٌ کی جمع ہے،ضرورت شعری کے سبب اس کو منصرف پڑھا گیا ہے اسی وجہ سے بجائے عساقل کے عساقلا لایا گیا یہ کمبھی کی اعلیٰ درجہ کی قسم ہے یہ سفید رنگ کی بڑی بڑی ہوتی ہے یہاں پر عساقل سے مراد اعلیٰ درجہ کے شریف احباب ہیں۔

نبات اوبر: صحیح ہے بنات اوبر کی خاکی رنگ کی چھوٹی چھوٹی کنبھیاں یہ کنبھیوں کی ادنی درجہ کی قسم ہے اور کمینگی میں اس کو بطور مثل کے پیش کیا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے بنوں فلاں بنات اوبر فلاں شخص کے اولاد کمینے لوگ ہیں۔شعر میں عساقل سے مراد کنبھی نہیں ہے بلکہ استعارہ کے طور پر کمینے لوگ مراد ہیں(لفظی ترجمہ)(اے مخاطب)میں نے تیرے لئے(متوسط)اور اعلیٰ درجہ کی کنبھیاں چنی تھی اور تجھ کو ادنی درجہ کی کنبھیوں کے استعمال سے منع کیا تھا۔

(بامحارہ ترجمہ)(اے مخاطب)میں نے تیرے لئے(متوسط)اور اعلیٰ درجہ کے شریف احباب مہیا کردیئے تھے اور تجھے کمینوں سے دوستی کرنے کو منع کیا تھا مگر تو نے میرا کہا نہیں مانا اور نقصان اٹھایا(اب تو جانے اور تیرا کام جانے)

محل استشہاد: نبات الاوبر کا لفظ ہے کہ ابن اوبر علم جنس ہے نثر میں کبھی اس پر الف لام عرب سے نہیں سنا گیا ہے۔کبھی بھی نثر میں(ابن الاوبر)نہیں بولا گیا۔تو یہ الف لام ازقبیل عارض خاص ہے۔

(۹)شعر: رأیتك لما ان عرفت وجوهنا

صددتّ وطبت النفس یا قیس عن عمرو ،

رأیــت کا مفعول ک ضمیر منصوب متصل ہے۔اور ذوالحال ہے اور صددت اس کا حال ہے وجوہ وجہ کی جمع ہے وجوھنا سے مراد شاعر کے قبیلہ کے سردار لوگ ہیں

صددتَ از باب نصر، وضرب بمعنی عرضت طبت النفس بمعنی طبت نفسا تو خوش ہوا از روئے نفس کے۔ عن عمرٍو۔ ای عن قتل عمرٍو۔

ترجمہ: اے ہمارے دشمن جب تو نے ہمارے قبیلہ کے شریف لوگوں کو سرداروں کو پہچان لیا تو میں نے تجھے دیکھا کہ (خوف زدہ ہو کر پلٹ گیا اور) ہمارے قبیلہ کے آدمی عمرو کو قتل کرنے کے سبب سے تو دل ہی دل میں خوش ہو گیا۔ (مطلب یہ کہ تو جب ہمارے سرداروں کو دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا ہے تو تو ذلیل خوار ہے۔ لہذا کسی موقع پر ہمارے ایک آدمی کو قتل کر کے تجھے خوش ہونے کا حق نہیں ہے۔

محل استشہاد: النفس کا الف لام از قبیل عارض خاص ہے ضرورت شعری کے سبب تمیز پر یہاں داخل ہوا ہے ورنہ نثر میں تمیز پر الف لام داخل نہیں ہوتا ہے۔

(۱) جاؤ الجماء الغفیر۔ الجماء مشتق ہے از جم بمعنی کثرت و جماعت یا عظیم الغفیر :۔ مشتق ہے از غفر سے بمعنیٰ چھپانا۔ اپنے کثرت کے سبب زمین کو چھپائے ہوئے۔

جاؤ الجمّاء الغفیر کا بامحاورہ ترجمہ:۔ وہ لوگ آئے بہت بڑی جماعت کی صورت میں۔(۱) مغنی اللبیت ص۵۲ کوفیین اور بعض بصریین اور متاخرین نحویوں نے۔ ضمیر مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض مضاف پر الف لام کو لانا جائز قرار دیا

ہے اور اس سلسلے میں چند مثالوں کی تخریج کی ہے مثلاً۔

(الف) واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى الماوى کوماواہ سے مبتدا تعبیر کرتے ہیں۔ من مبتدا ہے اور فان الجنة هى الماوىٰ خبر ہے تو اس میں مبتدا کے ساتھ کوئی رابطہ ہونا چاہیے اور مانعین کہتے ہیں کہ رابطہ مقدر ہے اصل میں ھی الماوىٰ له تھا۔

(ب) اسی طرح مررت برجل حسن الوجه الف لام ضمیر محذوف کے عوض میں ہے۔ اصل میں حسن وجهه تھا۔ کیونکہ یہ شبہ جملہ صفت ہے۔ تو موصوف رجل کے ساتھ اس میں کوئی رابطہ پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ مانعین کہتے ہیں کے رابطہ مقدر ہے۔ اصل میں الوجه منه تھا۔

(ج) اسی طرح ضُرِبَ زَيْدٌ الظهْرُ وَالْبَطَنُ جب کہ الظهر اور البطن کو مرفوع پڑھا جائے۔ معنی یہ ہوں گے کہ زید کی پیٹھ اور پیٹ پر ضرب لگائی گئی یہ دونوں بدل البعض ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ضمیر ہو جو مبدل منہ کی طرف لوٹتی ہو۔ جیسے کل اور کلا سے تاکید کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ضمیر ہو جو مؤکد کی طرف لوٹتی ہو۔ اور مانعین کہتے ہیں کہ الظهر منه و البطن منه اس کی اصل ہے۔

الف لام کی تین قسم ہے۔ اسمی، حرفی، زائد

(ا) اسمی: وہ الف لام ہے جو الذی اور اس کے فروع کے ہم معنی ہو جیسے الضارب۔ زیداً بمعنی الذی ضرب زیدا۔ فروع الذی سے مراد۔ اَلّذَينِ، الذِين،

التی، اللّتان، الاتی، اللواتی وغیرہم ہیں۔ الضارب بمعنی الذی ضرب، الضاربان بمعنیٰ الذان ضربا الضاربة بمعنی التی ضربت، الضاربون بمعنی الذین ضربوا، الضاربتان بمعنی اللتان ضربتا۔الضاربات، بمعنی اللاتی ضربن۔

جس طرح مذکورہ بالا مثالوں میں اسم فاعل کی تعبیر ماضی کے صیغوں سے کی گئی ہے۔ اسی طرح محاورات میں بتائید قرینہ ان کی تعبیر مضارع کے صیغوں کے ساتھ بھی کی جاسکتی ہے۔ جب کہ وہ شخص ضارب موجودہ وقت میں ضرب واقع کررہا ہو۔ اسی طرح الذی یضرب (غدا) مستقبل کے صیغے کے ساتھ بھی تعبیر کی جا سکتی ہے جب کہ اس پر کوئی قرینہ دال ہو۔

(۲) یہ الف لام اسمی اکثر اسم فاعل واسم مفعول بمعنی حدوث پر داخل ہوتا ہے۔ اور کبھی ضرورت شعری کی بنا پر ظرف مضاف (جو جملہ کے حکم میں ہوتا ہے) پر بھی داخل ہوتا ہے۔ اور کبھی جملہ اسمیہ پر اور کبھی جملہ فعلیہ پر جب کہ وہ فعل مضارع ہو داخل ہوتا ہے البتہ صفت مشبہہ اور اسم تفضیل پر نہیں داخل ہوتا ہے۔

(۳) اسم فاعل واسم مفعول بمعنی حدوث پر الف لام اسمی کے داخل ہونے کی مثالیں۔

(الف) الضارب زیدا	الذی ضرب زیدا
(ب) الضاربان زیداً	اللذان ضربا زیدا
(ج) الضاربون زیدا	الذین ضربوا زیدا

(د) الضاربة زيداً — التی ضربت زيداً

(ر) الضاربان زيدا — اللتان ضربتا زيداً

(س) الضاربات زيدا — الاتی ضربن زيداً

(ص) الرجل المضروب — الرجل الذی ضُرِبَ

(ط) الرجِلان المضروبان — الرجلان اللذان ضُرِبَا

(ع) الرجال المضروبون — الرجال الذين ضُرِبُوا

(ف) المرأة المضروبة — المرأة التی ضُرِبَتْ

(ق) المرأتان المضروبتان — المرأتان اللتان ضُرِبُتَا

(ك) النساء المضروبات النساء اللاتی ضُرِبُنَ

(۴) یہ الف لام اسمی۔ اکثر اسم فاعل اور اسم مفعول (بمعنی حدوث) پر داخل ہوتا ہے نہ کہ جملہ فعلیہ و جملہ اسمیہ پر اس کی وجہ یہ ہے کہ الف لام ذو جہتین ہے صورتاً حرف ہے اور معنیً اسم ہے۔ تو اس کا مدخول بھی ذو جہتین ہونا چاہیے۔ جو صورتاً اسم ہو اور معنیً جملہ ہو کیونکہ اسم موصول کا صلہ جملہ ہی ہوتا ہے (خواہ جملہ فعلیہ ہو یا جملہ اسمیہ) اور وہ ذو جہتین اسم فاعل اور اسم مفعول ہے۔ جو حدوثی معنی رکھتا ہے۔ جملہ فعلیہ و جملہ اسمیہ جو صورۃً اور معنیً دونوں اعتبار سے جملہ ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ من وجہ مفرد اور من وجہ جملہ نہیں ہوتے۔ لہذا اس کا دخول ان پر نہیں ہوتا (الا بضرورة الشعر)

(۵) سوال الف لام اسمی صورۃً حرف کیسے ہے؟

جواب: (الف) یہ الف لام حرف تعریف کا ہم شکل ہے۔ اسی وجہ سے صورۃً حرف ہے۔

(ب) دوسری وجہ ہے کہ یہ وحدت تثنیہ اور جمع تذکیر و تانیث میں یکساں رہتا ہے۔ الذی اور التی کے مثل اس میں وحدت و تثنیہ وجمعیت و تذکیر و تانیث میں تغیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ الف لام حرف تعریف کی شان ہے۔

سوال: یہ الف لام اسمی اسم کے معنی میں کیسے ہے؟

جواب: اس لئے کہ یہ الذی اور اس کے فروع کے ہم معنی ہوتا ہے۔ جو اسم موصول ہے۔ الضارب۔ بمعنی الذی ضرب ہے تو الف لام کے معنی الذی ہوا۔ ان جوابوں سے ثابت ہو گیا کہ یہ صورۃً حرف اور معنیً اسم ہے لہذا ذو جہتین ہے۔

(٦) سوال اسم فاعل اور اسم مفعول صورۃً اسم کیسے ہیں؟

جواب: بظاہر اسم ہونے کی وجہ یہ ہے غیبوبت تکلم۔ اور تخاطب میں ان کی صورتیں ایک سی رہتی ہیں، مثلاً۔

هو ضارب ،انت ضارب، انا ضارب

ان تینوں حالتوں میں ضارب کی صورت ایک ہی ہے۔

اسی پر اسم مفعول کو بھی قیاس کرلو۔

اور اسم جامد کی بھی یہی حالت رہتی ہے مثلاً۔ (هو رجل، انت رجل، انا رجل) تینوں حالتوں میں رجل کی صورت ایک ہی رہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول صورۃً خالی عن الضمیر مشابہ باسم جامد ہے۔ مشبہ بفعل نہیں ورنہ تینوں صورتوں میں ضارب کی تین صورتیں ہوتیں جیسا کہ هو ضرب، انت ضربتَ، انا ضربتُ. میں فعل کی تین صورتیں ہیں۔

المختصر المعانی ص۱۷۹ کے حاشیہ میں ہے و انما کان مشابھا لانه لا یتغیر فی تکلم ولا خطاب ولا غیبة فھو انا رجل وانت رجل وھو رجل (مختصر المعانی ص۱۷۹، حاشیہ ۱۱)

(۷) سوال اسم فاعل اور اسم مفعول معنی جملہ کیسے ہیں؟

جواب: جب یہ دونوں حدوثی معنی پر مشتمل ہوں گے تو ان سے زمانہ بھی مفہوم ہوگا۔ جب ہم نے کہا (زید بائع) اور بائع کو حدوثی معنی پر مشتمل مانا تو اس کے معنی یا تو یہ ہوں گے کہ اس نے عقد بیع کو واقع کیا یا واقع کررہا ہے یا واقع کرے گا تو وہ زیــــد باع یا زید یبیع (حال یا استقبال کے معنی میں ہوا اور معنی فعل ہونے کی بنا پر فاعل کا بھی مقتضی ہوگا تو جملہ ہوگا ان جوابوں سے ثابت ہوگیا کہ اسم فاعل اور اسم مفعول صورۃً اسم اور معنیً جملہ فعلیہ ہوتے ہیں۔ تو ذوجہتین ہوئے۔ اور الف لام اسمی بھی ذوجہتین ہے اس وجہ سے اس کا مدخول بھی وہی ہوا جو ذوجہتین ہے (خـــلاصة ان الموصول اسم فی المعنی وحرفا فی الصورة (مغنی اللبیب)

(۸) سوال: اسم فاعل دال بر حدوث ہوتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کسی ایسی ذات مبہم کو بتاتا ہے جس کے ساتھ کسی معنی مصدری کا قیام اس ذات کے پائے جانے کے بعد واقع ہوا ہو۔ اس ذات کے تحقق کے ساتھ ساتھ اس کا قیام نہ مفہوم ہوتا ہو۔ ورنہ یہ قیام بطور دوام و ثبوت ہوجائے گا۔

مثلاً ضارب ، ایسی ذات مبہم پر دلالت کرتا ہے جس کا تحقق پہلے ہوچکا ہو، پھر کچھ

زمانہ بعد ضرب کا اس سے صدور ہوا اس سے حدوث وتجدد کے معنی مفہوم ہوتے اسی وجہ سے اس کی تعبیر فعل سے کی جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ الضارب بمعنی الذی ضرب "یا الذی یضرب جب اس فعل کے معنی مفہوم ہوتے تو یہ فاعل کا بھی مقتضی ہوگا۔ اور جملہ بھی ہوگا تو صلہ بننے کی اس میں صلاحیت ہوگئی۔

(۹) سوال: اسم فاعل اور اسم مفعول پر جو الف لام داخل ہوتا ہے اس کو اسمی نہ مانیں بلکہ حرفی مانیں تو کیا خرابی آئے گی۔

جواب: اس کو حرف تعریف ماننے میں یہ خرابی لازم آئے گی کہ اس کے مدخول کی مشابہت بالفعل ختم ہوجائے گی وہ صرف مشابہ باسم ہوکر رہ جائے گا۔ (لان دخول التعریف خاصة الاسم لا یدخل علی الفعل اصلاً) تو پھر اس لام تعریف کو مانع عمل ہونا چاہیے حالانکہ مانع عمل نہیں ہوتا۔ مثلاً الضارب زیدا میں ضارب نے زیدا پر نصب کا عمل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ الف لام" اسمی ہے حرفی نہیں ہے۔

(۱۰) فائدہ: اسم فاعل واسم مفعول پر جو الف لام داخل ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اسمی ہوتا ہے مگر یاد رکھیئے کہ یہ حکم ایک شرط کے ساتھ مخصوص ہے وہ شرط یہ ہے کہ وہ الف لام عہد ذکری کے طور پر نہ استعمال کیا گیا ہو ورنہ حرف تعریف ہوگا مثلاً جانی ضارب، فقال الضارب میں الضارب کا الف لام حرف تعریف ہے اس سے ضارب مذکور کے جانب اشارہ کیا گیا ہے یہ از قبیل عہد خارجی ذکری ہے (جسکا بیان آگے آرہا ہے۔ (مغنی اللبیب)

(۱۱) بعض صیغے اسم فاعل کے اوزان پر ہوتے ہیں مگر وہ دوامی وثبوتی معنی رکھتے ہیں۔ حدوثی معنی نہیں رکھتے اس لئے کہ وہ درحقیقت صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔ (کما فی مغنی اللبیب) ان کے بعض امثلہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) الصائغ۔ سنار (۲) المؤمن۔ ایماندار

(۳) الکافر۔ متصف بالکفر (۴) العالم۔ دانا

(۵) الجاہل۔ ناداں

(ماخوذ من المختصر المعانی ص۹۰)

(۶) الطاہر پاک (۷) الطالق طلاقی عورت

(۸) العاقر: بانجھ عورت

دوامی معنی پر دلالت کرنے والا اسم مشتق اگرچہ فاعل کے وزن پر ہو صفت مشبہ ہے (مغنی اللبیب) (مختصر المعانی ص۹۰) ان پر جو الف لام داخل ہوگا۔ اسم موصول نہیں ہوگا ان کی تعبیر فعل سے نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ اس میں صلہ بننے کی صلاحیت نہیں۔ اسم فاعل کی تعریف بمعنی حدوث کی قید ایسے ہی صیغوں سے امتیاز کے لئے لگائی گئی ہے۔

(۱۲) سوال: جیسے زید الضارب کی تعبیر آپ زید الذی ضرب سے کرتے ہیں اور اسی تعبیر بالفعل کے بناء پر آپ '' ضاربٌ '' کو حکم میں جملہ فعلیہ کے قرار دے کر اس کو صلہ بناتے ہیں۔ اور اس الف لام کو موصول اسی طرح ہم۔ زید الحسن کی تعبیر بالفعل کی بناء پر الحسن صفت مشبہ کو حکم میں جملہ کے مان کر اس کو صلہ قرار دیں اور اس کے الف لام کو اسم موصول قرار دیں تو اس میں کیا خرابی ہوگی۔

(اس کے الف لام کو حرف تعریف نہ مانیں تو کیا نقصان ہے؟

جواب۔ ہم نے جو تعبیر الضارب کی الذی ضرب سے کی یہ صحیح تعبیر ہے۔ اس لئے کہ ضاربٌ حدوث ضرب فی الزماں کا مفہوم ادا کرتا ہے۔ اس مطابقت کی وجہ سے یہ تعبیر صحیح ہے۔ مُعَبّر بالکسر مُعَبَّر عنه" کے ساتھ مطابق ہے۔ اس کے برخلاف اَلْحَسَنُ صفت مشبہ کی تعبیر الذی حَسُنَ سے کرنا یہ غلط تعبیر ہے معبر بالکسر معبر عنہ کے مفہوم کو ادا نہیں کرتا۔ اس لئے کہ زید الذی حَسُنَ کے معنی یہ ہیں کہ زید پہلے موجود تھا تو اس میں حسن نہیں تھا پھر کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اس میں حسن پیدا ہو گیا۔ یہ حدوثی معنی ہے اور زیدا الحسن میں الحسن صفت مشبہ کا یہ مفہوم ہے کہ زید میں حسن دوامی وثبوتی ہے (پیدائشی) طور پر۔ ظاہر ہے کہ یہاں معبر معبر عنہ کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا دوام اتصاف کی تعبیر حدوث اتصاف سے کرنا تعبیر بالغیر ہے جس کی غلطی بالکل واضح ہے۔ یہ ثابت ہو گیا کہ جب صفت مشبہ کی تعبیر فعل کے ساتھ نہیں ہو سکتی تو فعل کے معنی نہیں ہوا تو جملہ فعلیہ کے حکم میں بھی نہیں ہوگا۔ لہذا صلہ بھی نہیں بن سکے گا تو اس کا الف لام اسم موصول نہیں ہوگا۔

(۱۳) اسم تفضیل پر جو الف لام داخل ہوتا ہے وہ حرف تعریف ہے۔ اسم موصول نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم تفضیل کی تعبیر فعل سے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اسم تفضیل معنی مصدری کی زیادتی۔ (بالنسبۃ الی الغیر) پر دلالت کرتا ہے اور فعل نفس معنی مصدری کے حدوث پر، فعل معنی مصدری کی زیادتی پر دلالت نہیں کرتا لہذا اسم تفضیل کی تعبیر فعل سے نہیں ہو سکتی تو وہ جملہ فعلیہ کے معنی نہیں ہو سکتا اور صلہ بھی نہیں بن سکتا

تواس کا الف لام اسم موصول بھی نہیں ہوسکتا۔(خلاصة ان اسم التفضيل لثبوت زيادة الحدث بالنسبة الى الغير والفعل لحدوث اصل الحدث فلا اتحاد بين مفهوميها كما اشير اليه فى حاشية مغنى اللبيب۔

(۱۴)سوال: صفت مشبہ ،اسم تفضیل ،اسم مبالغہ یہ تینوں اسمائے مشتقہ فاعل کے مقتضی ہوتے ہیں تو استعمال میں جب یہ اپنے فاعل سے مقارن ہوں گے تو جملہ فعلیہ کے معنی میں ہوں گے توان میں صلے بننے کی صلاحیت ہو جائے گی تو کیا وجہ ہے کہ ان پر داخل شدہ الف لام کو اسم موصول نہیں مانا جاتا؟

جواب: اسمائے مشتقہ کے صلے بننے کے لئے مطلقاً مشابہت بالفعل وشبہہ جملہ ہونا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسے معنی رکھتے ہوں جس کی تعبیر فعل سے کی جا سکتی ہو مغنی اللبیت جلد اول ص ۴۷ میں صفت مشبہ واسم تفضیل کے صالح للصلہ نہ ہونے کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لان الصفة المشبة للثبوت فلا تؤول بالفعل ولهذا كانت الداخلة على اسم التفضيل ليست موصولة باتفاق" اس کے حاشیہ پر ہے" (قوله فلا تؤول بالفعل) اى كما هو قاعدة الصلة فانها قعد فى صورة اسم كما ان الموصول اسم فى صورة حرف (انتهىٰ)

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ اس مشتق کے صلے بننے کے لئے مطلق مشابہت بالفعل کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اسم مشتق ایسا ہو کہ اس کو خذف کر کے اس

کے مصدر کا فعل اس کی جگہ رکھ دیا جائے تو اس اسم مشتق کے معنی ادا ہو جائیں گے۔
اور یہ بات پہلے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ صفت مشبہہ اور اسم تفضیل مؤول بالفعل نہیں ہو سکتے۔ رہا اسم مبالغہ تو یہ بھی مثل اسم تفضیل کے موؤل بالفعل نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ معنی مصدری کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ اور فعل اصل حدث پر بلا زیادتی کے دال ہے۔
(فلا اتحاد بین مفهومیهما فلا تؤول بالفعل) لہذا مذکور بالا تینوں مشتقات میں سے کوئی بھی صلہ بننے کی صلاحت نہیں رکھتا اور ان کا الف لام اسم موصول نہیں ہوگا بلکہ حرف تعریف ہوگا۔

(۱۵) الف لام اسمی: کبھی ظرف مضاف پر ضرورت شعری کے پیش نظر اشعار میں استعمال ہوتا ہے۔" مثلاً فی الدار زید میں فی الدار" ظرف تام ہے جملہ کے حکم میں ہے اس کے مقابلہ میں ظرف ناقص ہے۔ ظرف ناقص سے مراد وہ ظرف ہے جو جملہ کے حکم میں نہ ہو جیسے الیوم کا لفظ اس کا الف لام اسمی نہیں بلکہ حرفی ہے۔ (مغنی اللبیب وحاشیہ) ظرف تام پر الف لام اسمی کے داخل ہونے کی مثال مندرجہ ذیل ہے۔

شعر:
من لا یزل شاکرا علی المعه فهو حر بعیشة ذات سعة" قوله علی المعه ای علی الذی معه ای علی الرزق الذی ثبت معه " حر مخفف ہے حری بمعنی لائق سزاوار عیشة بمعنی زندگی۔ سعة۔ وسع یسع کا مصدر ہے بمعنی کشادگی فارغ البالی، خوش حالی، ذات سعة فارغ البال۔ خوش حال

ذات سعة ترکیب میں صفت ہے عیشۃ کی۔ ترجمہ: جو شخص ہمیشہ شکر گذار ہوگا اس رزق کا جو اس کو ملا ہے (اگر چہ وہ قلیل ہو) تو وہ خوشحالی زندگی بسر کرنے کا سزاوار ہے۔

محل استشہاد: المعه هی اس پر الف لام اسم موصول الذی معه کے معنی میں ہے اور معه ثبت مقدر کا ظرف ہو کر صلہ ہو جائے گا۔ الف لام بمعنی الدی کا۔ ایسے ظرف پر الف لام اسی صرف اشعار میں آتا ہے اور اگر کہیں نثر میں آیا ہے تو وہ شاذ ہے قابل سند نہیں ہے (مغنی اللبیب)

(۱۶) سوال: مذکورہ بالا شعر میں المعہ کے الف لام کو اسم موصول نہ مانیں بلکہ حرف تعریف مانیں تو کیا خرابی ہے۔

جواب: مع کا کلمہ ضمیر کی طرف مضاف ہونے سے معرفہ ہو چکا ہے تو اگر اس کے الف لام کو حرف تعریف مانو گے تو تعریف معرفہ لازم آئے گی جو درست نہیں ہے جب اضافت سے تعریف حاصل ہو چکی ہو۔ حرف تعریف سے استغنا ہو گیا۔

(۱۷) کبھی الف لام بمعنی الذی، جملہ اسمیہ پر بھی ضرورت شعری کے بنا پر داخل ہوتا ہے؟ نثر میں جملہ اسمیہ پر داخلہ نہیں ہوتا مثلاً، مِنَ الْقَوْمُ الرَّسول اللّٰهِ منهم۔

لهم دانت رقاب بنی معد ای من القوم الذی رسول الله منهم"

من مبتدا ہے القوم موصوف ہے اور الف لام اسم موصول ہے اور رسول اللہ۔ منہم کا جملہ صلہ ہے اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت موصوف اپنے صفت سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

دان يدين دينا۔ اطاعت کرنا۔ لهم دانت رقاب بنی معد ای هم قوم

لهم دانت رقاب بنی معد۔

(۱۸) ترجمہ: کون ہے وہ قوم جن میں ایک فرد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ) وہ ایسی قوم ہے جن کے لئے قبیلہ بنی معد کی گردنیں جھک گئیں شعر کا پہلا مصرعہ سوال ہے اور دوسرا مصرعہ جواب ہے۔

محل استشہاد:۔ الرسول منهم جملہ اسمیہ ہے۔ اسم کا الف لام اسم موصول ہے یہاں اس جملہ پر شعری ضرورت کے پیش نظر الف لام لایا گیا ہے کہ اس کے بغیر شعر اپنے بحر کے وزن سے نکل جاتا ہے۔ نثر میں یہ مجبوری نہیں ہوتی اس وجہ سے یہ الف لام نثر میں جملہ اسمیہ پر داخل نہیں ہوتا ہے۔

(۱۹) سوال: الرسول الله کے الف لام کو اسمی نہ مانیں بلکہ حرف تعریف مانیں تو کیا خرابی لازم آئے گی۔

جواب: کلمہ رسول، اسم جلالت اللہ کی طرف اضافت کے سبب معرفہ ہو چکا ہے اس لئے اس لام کو کلمہ تعریف ماننے سے تعریف معرفہ لازم آئے گا۔

(۲۰) الف لام بمعنی الذی کبھی جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوتا ہے جس کے ساتھ ضمیر بھی متصل ہو۔ مثلاً: شعر

واذ یخرج الیربوع من نافقاته ومن جحره بالشیحة التیقصع"

یربوع۔ جنگلی چوہا، نافقات۔ جمع نافقہ بمعنی خفیہ بل، جحر بل مطلقا۔ مگر چونکہ یہاں پر نافقات بمعنی خفیہ بل کے مقابلے میں یہ لفظ واقع ہوا ہے اسی وجہ سے اس کا ترجمہ ظاہری بل کیا جائے گا تو بہتر ہے تاکہ تعمیم بعد التخصص بلا فائدہ کا لزوم نہ ہو، الشیحۃ

بجائے مہملہ ایک قسم کی گھاس ہے اور الشیحۃ بجائے منقوطہ بھی مروی ہے جس کے معنی ہیں تو دہ ریگ سفید۔

فائدہ: جنگلی چوہا عموماً دو بل بناتے ہیں۔ ایک ظاہری بل ہوتی ہے دوسری خفیہ بل، جب دشمن ظاہری بل کی طرف سے حملہ آور ہوتا ہے تو وہ خفیہ بل سے نکل بھاگتے ہیں۔

التیقصع ای الذی یتقصّع۔ وہ جب بل میں داخل ہوتا ہے ترجمہ: جس وقت وہ نکالتا تھا جنگلی چوہے کو اس کی خفیہ بلوں سے اور اس کی ظاہری بل سے جو شیحہ گھاس سے متصل تھی (اور ایسی بل سے) جس میں وہ (یربوع) داخل ہوتا تھا اور اگر شیحۃ کو خائے منقوطہ سے پڑھا جائے تو یہ ترجمہ ہوگا جس وقت وہ نکالتا تھا جنگلی چوہے کو اس کی خفیہ بلوں اور اس کی ظاہری بل سے جو تودۂ ریگ سفید میں تھی جس میں وہ (یربوع) داخل ہوتا تھا۔

محل استشہاد: الیتقصّع ہے جو بمعنی الذی یتقصع فیہ و یدخل ہے۔ یتقصّع فعل مضارع ہے اس میں ضمیر مستتر اس کا فاعل ہے فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوگا اس پر جو الف لام ہے وہ بمعنی الذی اسم موصول ہے یہ الف لام حرف تعریف نہیں ہے۔ (لانه من خواص الاسم فلا تدخل علی الفعل)

☆☆☆

رسالہ لامیہ کی بعض بحث

قولہ: سوم برائے تعریف نفس ماہیت قطع نظر از عموم وخصوص۔

(۱) اقول: نفس ماہیت سے مراد وہ ماہیت ہے جو مرتبۂ لابشرط شئی میں ہوتی ہے یعنی مطلق ماہیت جس کے مفہوم میں اطلاق کی بھی قید نہیں ہوتی ہے نہ عنوان میں۔ نہ معنون میں۔ مگر چونکہ نفس ماہیت اپنے سارے افراد میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی قضیہ میں اگر نفس ماہیت پر حکم ہوتا ہے تو اس کے کل یا بعض افراد پر بھی حکم صادق آجاتا ہے مثلا الانسان حیوان ناطق" (یہ قضیہ مہملہ قدمائیہ ہے) اس میں الف لام جنس کا ہے اس کے مدخول سے مراد نفس حقیقت انسان ہے۔ جو محدود ہے۔ اور "حیوان ناطق" حد ہے۔ اور تعریف اپنے سارے افراد پر جامع ہوتی ہے۔ لہذا کل انسان حیوان ناطق۔ کہنا صحیح ہے۔ پہلا قضیہ مہملہ قدمائیہ ہے اور دوسرا قضیہ محصورہ کلیہ ہے۔ اس دوسرے قضیہ محصورہ کلیہ میں نفس حقیقت پر حکم نہیں ہے بلکہ افراد پر ہے۔

(۲) اعتراض: صاحب رسالہ لامیہ نے صفحہ ۴ پر لکھا ہے کہ الف لام جنس کی جگہ کل کا لفظ لانا حقیقۃً ومجازاً کسی طرح صحیح نہ ہوگا ان کے الفاظ یہ ہیں لفظ کل بجالیش حقیقۃ ومجازاً ہر دو صحیح نہ باشد اور آپ نے نمبر ا میں پہلے قضیہ کے موضوع سے الف لام جنس کو حذف کر کے کل کا کلمہ استعمال کر دیا اور قضیہ بھی صحیح ہوگیا۔ تو مصنف کے قول اور

آپ کے قول میں تناقض ہوگیا۔ فکیف التفصی۔

جواب: مصنف کے قول کا مطلب یہ ہے کہ الف لام جنسی'' کو حذف کر کے نفس ماہیت کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے'' کلمہ کل کو لانا صحیح نہ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے سبب لازمی طور پر وہ قضیہ کاذب ہو جائے گا ہم نے یہ نہیں کہا ہے کہ کلمہ ''کل'' کو لانے کے بعد الانسان حیوان ناطق'' پہلے مہملہ قدمائیہ تھا۔ ایسے ہی اب بھی مہملہ قدمائیہ رہے گا اگر ہم ایسا کہتے تو ضرور ہمارے اور مصنف کے قول میں تعارض ہوتا۔ پہلی صورت میں یعنی الانسان حیوان ناطق میں نفس ماہیت پر حکم نہیں ہے بلکہ ماہیت کے تمام افراد پر حکم ہے (تو کل الف لام جنس کا مفہوم ادا کرنے میں اس کا قائم مقام نہیں بن سکا) مگر چونکہ انسان کے سارے افراد نفس الامر میں حیوان ناطق ہیں۔ اس لئے یہ قضیہ موجبہ کلیہ محصورہ صادق ہوگا۔ نفس ماہیت اور فرد میں فرق ہے۔ فرد نام ہے مطلق مع التقئید کے مجموعہ کا۔ نفس ماہیت نام ہے۔ محض ماہیت من حیث ھی ھی کا نفس ماہیت بسیط شئی اور فرد مرکب ہے۔ الف لام جنس اور کل کے مدلول میں فرق بین ہے ثانی اول کے قائم مقام کیسے ہوسکتا ہے؟

(۳) دراصل مصنف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح الف لام استغراق کا ہوتا ہے کہ اس کو حذف کر کے کلمہ ''کل'' اس جگہ رکھ دیں تو صحیح ہوگا۔ یعنی ''کل'' کا کلمہ وہی

معنی ادا کرے گا جو معنی الف لام استغراق کا ادا کرتا تھا۔ تو ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا۔ اور ان کل انسان لفی خسر الا الذین آمنوا دونوں قضیہ کلیہ محصورہ موجبہ ہی رہے۔ ایسا الف لام جنس کا نہیں ہوتا کہ اس کو حذف کر کے کلمہ ''کل '' لائیں تو جیسے اشارہ نفس ماہیت کی طرف پہلے تھا ویسے ہی اشارہ اب بھی نفس ماہیت ہی کی طرف ہوگا۔ کیف یکون کذا؟ فان لام الجنس تدل علی نفس الماهية وهی بسيطة والكل يدل على الافراد وهی مرکبة من الماهية والقيودات (وشتان بينهما) بلکہ یہ الف لام استغراق کا ہے۔ کہ ان الانسان لفی خسر'' الخ۔ سے الف لام کو حذف کر کے کلمہ ''کل'' لائے تو اب بھی وہی معنی استغراقی ہے دونوں قضیے محصورہ موجبہ کلیہ ہیں۔

(۴) قولہ: قطع نظر عموم وخصوص الخ۔ (رسالہ لامیہ ص۴) الف لام جنس کے معنی سمجھاتے ہوئے مصنف نے کہا ہے کہ اس سے مراد مدخول کی نفس ماہیت ہے اب نفس ماہیت کو بتانے کے سلسلے میں کہتے ہیں کہ قطع نظر از عموم وخصوص (ای مع قطع النظر عن كونه مطلقاً ومقيدا) یعنی نفس ماہیت کا مطلب یہ ہے کہ اس ماہیت کو نہ تو درجہ عموم واطلاق میں رکھئے نہ درجہ خصوص میں بلکہ مرتبہ لا بشرط شئی میں رکھئے۔ اس نفس ماہیت میں اطلاق (عموم) کی قید نہیں ہوتی نہ عنوان میں نہ معنون میں اور خصوص کی قید نہیں ہوتی۔ تعریفات کے سلسلہ میں معرف پر جو الف لام داخل

ہوتا ہے وہ الف لام جنس کا ہوتا ہے کہ تعریف نفس ماہیت ہی کی ہوتی ہے قضیہ مہملہ قدمائیہ میں جو الف لام موضوع پر داخل ہوتا ہے وہ بھی الف لام جنس ہی کا ہوتا ہے۔ جس طرح مطلق انسان کو آپ نے سمجھا اسی طرح سمجھئے کہ ایک۔ شئ مطلق ہوتی ہے ۔جیسے انسان مطلق جو مرتبۂ بشرط لاشئ میں ہوتا ہے اس کو کبھی یوں بھی تعبیر کرتے ہیں الانسان من حیث لحاظ الاطلاق (فی العنوان) مصنف نے قطع نظر از عموم سے مراد اسی اطلاق کو لیا ہے۔ مطلق انسان ۔اعم ہے۔اور انسان مطلق اخص ہے۔

اس مرتبہ کی تعبیر کے لئے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

ماهیت بشرط الاطلاق : التعبیرات معدوده

ماهیت بشرط العموم: المعبر عنه واحد

ماهیت بشرط الوحدة الذهنية:

ایسی ماہیت قضیہ طبیعہ کا موضوع ہوتی ہے۔اس پر کل یا بعض کا لفظ نہیں داخل ہوسکتا ۔ورنہ معنی غلط ہو جائے گا مثلا: الانسان نوع یہاں پر کل انسان نوع یا بعض الانسان نوع نہیں کہہ سکتے ورنہ افراد انسان کا نوع ہونا لازم آئے گا جو غلط ہے۔

قولہ: اما گاہے در ضمن عموم تحقق شود (رسالہ لامیہ ص ۴)

قولہ: و بعض ایں صنف را دوگانہ ساختہ اند یکے برائے جنس نفس ماہیت قطع نظر از عموم و خصوص کما مرّ دوم برائے ماہیت من حیث الاطلاق نحو

الانسان نوع والحیوان جنس" حالانکہ خاجنس نیست زیرا کہ مفید اطلاق ای نفس مفید ماہیت من حیث ھی ھی داخل است در ضمن عموم پس تجدید اصطلاح مفید فائدہ جدیدہ نیست (رسالۂ لامیہ ص ۵)

اقول: مصنف کی مذکورہ بالا عبارت ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض کی تقدیر مندرجہ ذیل ہے۔

آپ نے الف لام کی صرف چار قسمیں کی ہیں۔ (۱) الف لام عہد خارجی (۲) الف لام عہد ذہنی (۳) الف لام استغراقی (۴) الف لام جنسی

حالانکہ اس کی پانچ قسمیں ہونی چاہیئے۔ پانچوی قسم الف لام طبعی ہو اس لئے کہ الانسان نوع میں جو الف لام ہے۔ وہ مذکورہ بالا چاروں لاموں میں سے کسی میں بھی داخل نہیں ہے۔ پہلی تین قسموں میں اس لئے داخل نہیں ہوسکتا کہ ان میں الف لام کے مدخول سے یا تو فرد معین موجود فی الخارج۔ یا فرد موجود فی الذہن یا اس کے تمام افراد مراد ہوتے ہیں۔ اور مذکورہ قضیہ الانسان نوع میں انسان کے کسی فرد پر حکم ہے ہی نہیں بلکہ طبیعت انسان (من حیث الاطلاق والعموم) پر نوع ہونے کا حکم ہے ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کا کوئی فرد یا اس کے تمام افراد نوع ہو جائیں (وھو باطل صراحۃ) اسی طرح الف لام کی چوتھی قسم یعنی الف الام جنسی میں بھی یہ داخل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس کے مدخول سے مراد نفس ماہیت

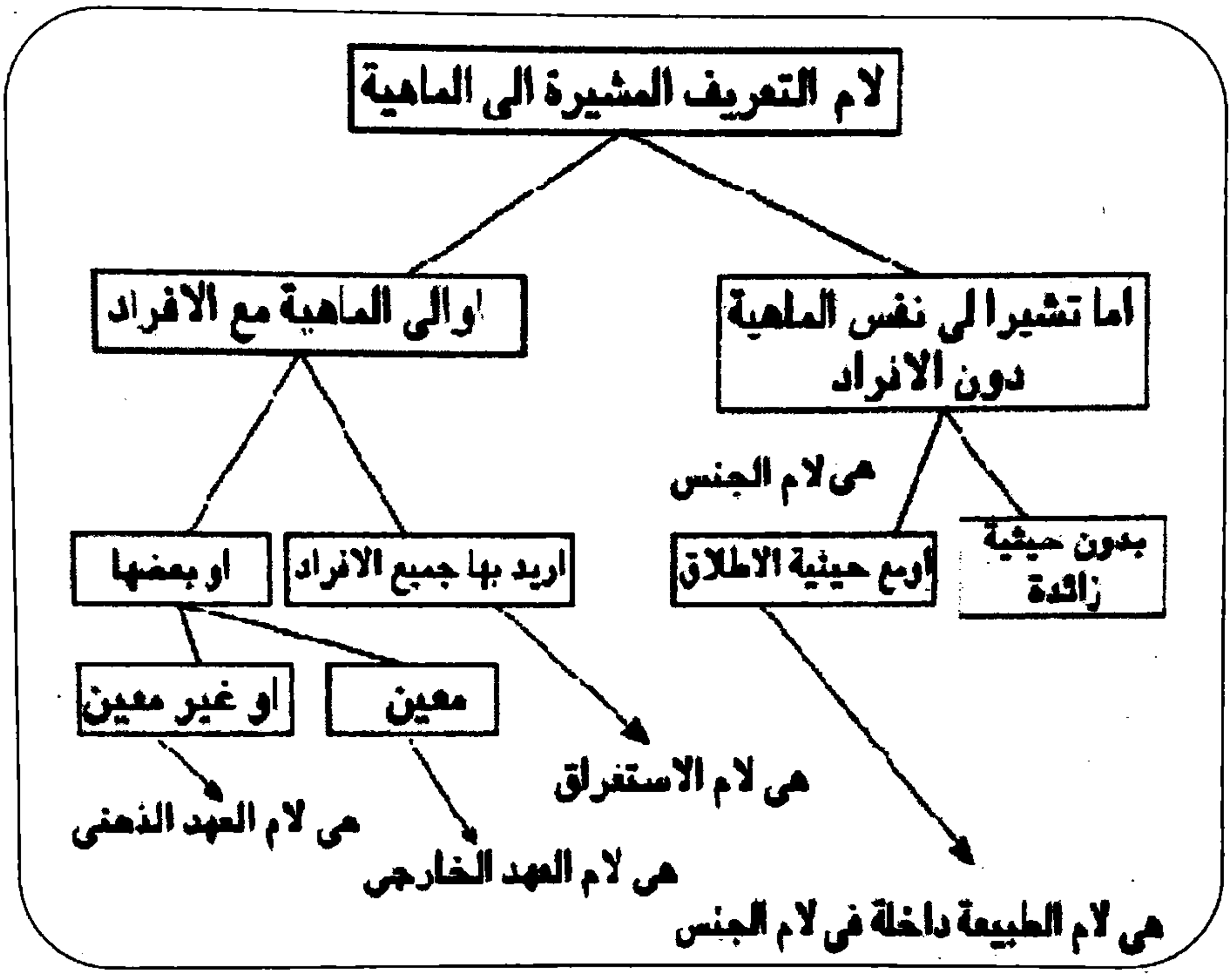
من حیث هی هی مع قطع النظر عن العموم والخصوص" ہوتی ہے اور ایسا معرف باللام جب قضیہ کا موضوع ہوتا ہے تو قضیہ مہملہ قدمائیہ ہوتا ہے اور الانسان نوع قضیہ مہملہ ہے ہی نہیں۔ نہ تو مہملہ قدمائیہ ہے۔ نہ مہملہ عند المتأخرین ہے۔ یہاں پر نفس ماہیت الانسان من حیث هی هی مع قطع النظر عن العموم والخصوص پر حکم نہیں ہے بلکہ یہاں۔ ماهیت انسان من حیث العموم پر حکم ہے یعنی طبیعت انسان مع لحاظ الاطلاق پر لہذا یہ قضیہ طبیعہ ہوا۔ جب یہ الف لام تعریف مذکور بالا چاروں قسموں کے لاموں میں سے کسی قسم میں داخل نہیں تو ثابت ہوا کہ یہ پانچویں قسم کا لام ہے۔ یہ لام تعریف لام طبیعت کے نام سے موسوم ہونا چاہیے۔ تو ثابت ہوا کہ الف لام تعریف پانچ قسم میں منحصر ہوا نہ کہ چار قسم میں۔

جواب: یہ ہے کہ الف لام طبیعت "لام جنس" میں داخل ہے اسی طریقے پر کہ الف لام جنسی کی تعریف یوں کرو۔ الف لام جنس لام تعریف ہے۔ جس کے مدخول سے مراد نفس ماہیت اس کی ہو خواہ ماہیت من حیث هی هی مع قطع النظر عن العموم والخصوص مراد ہو جیسے الانسان حیوان ناطق میں یا ماہیت من حیث لحاظ الاطلاق مراد ہو مثلا الانسان نوع تو لام طبیعت بھی لام جنس میں داخل ہو گیا تو ایک نئی اصطلاح بنانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ مذکورہ بالا تقریر حمد اللہ

اور ملا مبین میں قضیہ مہملہ وطبیعہ کے بیان میں مذکور ہے۔ ہم مزید افادہ کے لئے ملا مبین کی عبارت ص ۲۰ سے نقل کرتے ہیں قال فی الحاشیة لا یبعد ان یتوقع من المتوقد المستیقظ ان یقترح من هذا المقام ان لام التعریف لیست علی وجوه اربعة فقط کما هو المشهور بل علی انحاء خمسة۔ لام العهد الخارجی کما فی القضیة الطبعیة کقولك الانسان نوع ولام الاستغراق ولام العهد الذهنی وجه الاقتراح وموجب الاستنباط الفرق بین موضوع مهملة القدماء وموضوع الطبعیة فاللام الداخلة علی احدهما غیر الداخلة علی الاخر فصارا لامین فزاد علی المشهور بواحدة فکانت علی خمسة ۔ ولك ۔ ان تقول انّ مدخول لام الجنس لا یضران یعتبر فیه سوی الانطباق حیثیة زائدة فهو تحتمل ان یکون الطبعیة من حیث هی هی او علی المشهور فاللام الذی مدخوله الطبعیة " من حیث انطباقها علی کل الافراد لام استغراق وما کان مدخوله الطبیعة من حیث انطباقها علی بعض الافراد معینا۔ وهو العهد الخارجی او غیر معین وهو العهد الذهنی وما کان مدخوله الطبعیة سواء کان یلاحظ مع حیثیة زائدة او لا فهو لام الجنس ولام الطبعیة داخلة

فی لام الجنس (ملا مبین ص۲۰۰،۲۰۱)

اس نقشہ کو دیکھو! دلیل حصر پر غور کرو لام تعریف کے اقسام اور ان کی تعریفات کو محفوظ کرو۔



فائدہ: جس لام کے مدخول سے اس کی نفس طبیعت مراد ہوگی اس کو لام جنس کہتے ہیں ان کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا اس سے مراد نفس ماہیت من حیث ھی ھی (لابشرط شئی کے مرتبہ میں مراد ہوگی) یا اس سے ماہیت من حیث العموم (مرتبہ بشرط لاشئی میں) مراد ہوگی۔

(معترض اس لام کو طبیعت سے تعبیر کرتا ہے) ان دونوں صورتوں میں لام جنسی ہی ہوگا۔ لام طبیعت، لام جنس میں داخل ہے۔ مطلق ماہیت کا تحقق ماہیت من حیث

العموم کے ضمن میں ہوتا ہے۔ لام جنس کا مدلول اعم ہے۔ اور لام طبیعت کا اخص ہے، اخص کے ضمن میں اعم پایا جاتا ہے تو یہ الف لام طبعی نام رکھ کر جدید اصطلاح قائم کرنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہے۔

اقسام لام تعریف

(۱) الف لام استغراق:۔ وہ لام ہے جس سے اشارہ نفس ماہیت مع جمیع الافراد کی طرف ہو۔ مثلاً (الف) والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا۔

(ب) عالم الغیب والشھادۃ۔ العصر۔ الغیب ۔الشھادۃ ان تینوں میں الف لام استغراق کا ہے۔

(۲) الف لام عہد خارجی: وہ لام تعریف ہے جس سے اشارہ نفس ماہیت مع مفرد معین (اس کا تعین متکلم وسامع کے مابین ہو جاتا ہے) موجود فی الخارج کی طرف ہو مثلاً (الف) انا ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول

(ب) ھذا الرجل (ج) یا ایھا الرجل ۔

(۳) الف لام عہد ذہنی:۔ وہ لام تعریف ہے جس سے اشارہ ایسے ماہیت کی جانب ہو جو کسی فرد مفروض میں متحقق ہو۔ اس کا تعین متکلم اور سامع کے مابین نہ ہوا ہو۔ مثلاً اَخَافُ اَن یَاکُلَه الذّئب (مجھے اندیشہ ہے کہ اس کو بھیڑیا کھالے گا۔)

فائدہ: وہ فرد غیر معین پر دلالت کرتا ہے۔ (ملا مبین ص ۲۰۱)

(۴) الف لام جنس: وہ لام تعریف ہے جس سے اشارہ نفس ماہیت مدخول کی جانب ہو۔(الف) خواہ بدون لحاظ اطلاق والعموم۔ مثلاً (۱) جعلنا من الماء کل شئی حیی۔ (۲) الانسان حیوان ناطق۔(لم یلاحظ فیه الاطلاق)
(۳) الانسان نوع (فیه لحاظ الاطلاق)

فقط

کتبته:۔ غلام جیلانی القادری الاعظمی
مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں الشریفة
من مفاضات بستی
تسهیلا: للمولوی سعید احمد انجم سلمه
وارجه ان لاینسانی فی دعائه صباحا ومساء
۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

عالم اسلام کی عظیم دینی و مذہبی دانش گاہ

دار العلوم اہلسنت فیض الرسول

براؤں شریف میں

عرس حضور احمد رضا عرف بابو میاں علیہ الرحمہ

وجشن افتتاح بخاری کے حسین موقع پر

رسالہ لامیہ کی اشاعت پر

حضور شعیب الاولیاء مولانا شاہ محمد یار علی لقدر رضی المولیٰ عنہ،

بانی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف

و

شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ

سابق شیخ الحدیث وصدر الصدور دار العلوم فیض الرسول

کی بارگاہ میں عقیدتوں کا سوغات پیش ہے

منجانب جماعت ثامنہ (دورۂ حدیث ۱۴۳۵ھ)

دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر (یوپی)